

## "اقبال اور مشرقي" از ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کا تحقیقی و تقيیدی جائزہ

شریف الدین (اسکالپی انجمنی اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور)

پروفیسر ڈاکٹر محمد عباس (خیبر میں شعبہ اردو اسلامیہ کالج پشاور)

### Abstract:

This article presents a critical and analytical review of the book Iqbal aur Mashriqi authored by Dr. Zahoor Ahmad Awan. The study examines the research methodology and critical approach adopted by the author, with particular focus on how effectively he highlights and interprets the ideological and intellectual differences between Allama Mashriqi and Allama Iqbal. After a close evaluation of the book, the article analyzes the extent to which Dr. Zahoor Awan succeeds in presenting these differences in a balanced and scholarly manner. Since the primary objective of the book is to refute the objections raised against Allama Iqbal, this article also assesses how convincingly and fairly the author defends Iqbal's intellectual and philosophical stance. Given the significance of the subject, the book holds considerable academic importance, and this article attempts to determine how far the researcher has been able to do justice to the topic through sound argumentation, evidence, and critical insight.

**Keyword:** Iqbal and Mashriqi's Differences, Iqbal and Mashriqi, Iqbal and Mashriqi Rivalry, Hostility towards Iqbal, Allama Iqbal, Allama Mashriqi, Zahoor Ahmad Awan,

صوبہ خیبر پختونخوا کی سر زمین نہ صرف تاریخی، ثقافتی اور فطری خوب صورتی کی وجہ سے مشہور و معروف ہے بلکہ ادبی لحاظ سے بھی یہ خطہ کافی زرخیز رہا ہے۔ یہاں کے بائیوں نے ادبی سرگرمیوں کے میدان میں ہمیشہ فیاضی اور سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اردو ادب کے سرمائے میں مفید تخلیقات کا اضافہ کیا ہے۔ اس خطے کے بائیوں کی زبان اگرچہ پشتہ ہے لیکن پھر بھی یہاں کے شعراء، ادباء اور محققین نے اردو زبان میں تخلیقات کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ اردو کی ترویج و ترقی میں یہ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اردو زبان کی ترقی کے لیے خیبر پختونخواہ کے مصنفین نے جو قابل قدر خدمات سر انجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ اردو شاعری، افسانوی اور غیر افسانوی نثر، ترجمہ کے علاوہ اس خطے میں تحقیق و تقيید کی ایک مستحکم، مسلسل اور قابل فخر روایت قائم رہی ہے جو صدیوں پر محیط ایک عظیم سفر کی گواہی دیتی ہے۔ خیبر پختونخواہ میں تحقیقی روایت کے ابتدائی سنگ میل صیر احمد جان کی جامع اور مستند تالیف "تاریخ زبان و ادب اردو"، محمد طاہر فاروقی کی محققانہ کاوش، "سیرت اقبال"، فارغ بخاری کی علاقائی ادب کی ترجمانی کرنے والی کتاب "ادبیات سرحد"، رضا ہمدانی کی رزمیہ داستانوں پر مبنی قیمتی تحقیق "رزمیہ داستانیں" اور خاطر غزنوی کی لسانی مطالعے کی شاہکار کتاب "اردو زبان کا مأخذ: ہند کو" کے علاوہ درجنوں دیگر کتب کی مثال دی جا سکتی ہے جن سے خیبر پختونخواہ میں تحقیق و تقيید کی بنیاد مستحکم ہوئی۔

یہ تمام کا وہ شیں نہ صرف اردو ادب کی تاریخ کو مزید روشن اور مستند بناتی ہیں بلکہ اس خطے کے فکری اور لسانی تنوع کو بھی اجاگر کرتی ہیں۔ ان ابتدائی بنیادوں سے لے کر عہد حاضر کے نوجوان محققین اور نقادوں کی جدید اور گہری تحقیقی تصانیف تک، خیر پختو نخوا سے اردو تحقیقی کا یہ سفر ایک زندہ اور متحرک روایت کی صورت اختیار کر چکا ہے جو آنے والی نسلوں کے لیے بھی مشعل راہ اور منبع الہام بنار ہے گا۔ اس سر زمین کے ادبی فرزندوں کی یہ خدمات اردو زبان و ادب کے عظیم خزانے میں ایک درخشان باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اس خطے کے محققین نے دیگر موضوعات کے ساتھ ساتھ اقبالیات میں بھی اپنا لواہا منوایا اور اقبالیات پر مستند تحقیقی گلہب سے اقبالیات پر سینکڑوں کتابیں اور ہزاروں مضمایں تحریر کیے گئے ہیں جن میں خیر پختو نخوا کے ماہرین اقبالیات کی کاؤ شیں بھی شامل ہیں۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم اقبالیاتی گلہب کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"اقبال پر درجنوں کتابیں اور ہزاروں مضمایں لکھے گئے ہیں اور بے شمار تقریریں اس پر ہو چکی ہیں لیکن یہ سلسلہ نہ ختم ہوانہ ہو سکا۔۔۔ اقبال کے افکار میں اتنی گہرائی، اتنی پرواز اور اتنی وسعت ہے کہ ان کتابوں کے جامع ہونے کے باوجود مزید تصنیف کے لیے کسی معدرت کی ضرورت نہیں۔"<sup>(۱)</sup>

اس حوالے سے آج جس کتاب کا تحقیقی و تقدیمی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے وہ مشہور محقق اور ماہر اقبالیات ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کی تالیف "اقبال اور مشرقی" ہے۔ "اقبال اور مشرقی" مارچ ۲۰۰۰ء کو منظر عام پر آیا جو کہ ۳۳۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس تالیف کو ادارہ علم و فن پاکستان نے زیور طبع سے آراستہ کیا۔ کتاب کے محرک کے حوالے سے مؤلف نے مقدمہ میں اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا ہے:

"اس کتاب کا اصل محرک علامہ اقبال کے وہ نو عد نو دریافت خطوط ہیں جن میں علامہ اقبال نے علامہ مشرقی کی کتاب تذکرہ اور اس کے حوالے سے ان کی شخصیت کے بارے میں کچھ ایسے خیالات کا اظہار کیا تھا جو ان جیسی بڑی علمی شخصیت کے شایان شان نہیں تھے۔ یہ خطوط ۱۹۲۳ء میں چودھری محمد حسین کے نام لکھے گئے تھے۔"<sup>(۲)</sup>

علامہ مشرقی ہندوستانی سیاست اور ادب کے ایسے کردار ہیں جنہیں نامعلوم و جوہات کی بنا پر نظر انداز کیا گیا۔ مشرقی ایک ذہین سیاست دان اور ادیب تھے جو اپنی ہمہ رنگ شخصیت کی بدولت کافی مقبولیت حاصل کر چکے تھے۔ ان کی شخصیت کا ایک رخ شاعر ہونا بھی تھا۔ باوجود اس کے کہ علامہ مشرقی شاعری کو کوئی بڑی خوبی تسلیم نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے دل میں شاعری کو لے کر متعدد اعتراضات پیدا ہو گئے تھے۔ پھر بھی انہوں نے اپنے عہد میں اسی شاعری کی وجہ سے مقبولیت حاصل کی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے فارسی کلام "خریطہ" کے دیباچے میں شاعری پر کافی تقدیم کی ہے۔ خاص کروہ اپنے عہد کی شاعری کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اقبال بھی مشرقی کے دور کے شاعر تھے، اس لیے مشرقی کی شاعری پر کیے جانے والے اعتراضات اقبال تک بھی پہنچ اور اقبال نے اسی حوالے سے مختلف خطوط میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ علامہ اقبال کے

یہ غیر مطبوعہ خطوط مجلہ "تحقیق نامہ" سال ۱۹۹۳ء کے شمارے میں شائع ہوئے۔ بعد میں یہی خطوط روزنامہ "نوائے وقت" نے بھی "اقبال" کے چند غیر مطبوعہ خطوط کے عنوان سے شائع کیے۔ اقبال کے ان خطوط اور ان سے پیدا ہونے والی صورت حال کے بارے میں غلام قادر خواجہ ایڈو کیٹ لکھتے ہیں:

"ان خطوط میں صرف پانچ خط ایسے ہیں جن میں علامہ مشرقی کی شہرہ آفاق تصنیف تذکرہ اور ان کے فارسی مجموعہ کلام "خریطہ" کے اردو دیباچہ کا تقدیمی انداز میں ذکر ہوا ہے۔ جس سے ان دو بڑوں کے فکر و عمل سے متاثر قارئین اور معتقدوں کے ذہنوں میں لامحالہ شکوک و شبہات، الجھاؤ و کنفیوژن اور بدگمانیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔"<sup>(۳)</sup>

ان خطوط میں بعض مقالات پر اقبال کی طرف سے علامہ مشرقی کے خیالات و افکار پر سخت الفاظ میں تشقی بجید کی گئی ہے۔ ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کی اس تالیف کے ابتدائی حصے میں وہ مقدمہ موجود ہے جو تقریباً ۳۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مقدمہ میں مؤلف نے کتاب کے محرکات کے ساتھ ساتھ علامہ مشرقی کی شخصیت اور ان کی سوچ و فکر کے بارے میں بات کی ہے۔ کتاب میں جو عنوانات قائم کیے گئے ہیں ان میں علامہ مشرقی اور پاکستان، علامہ مشرقی پر علامہ اقبال کے اعتراضات، نوعد نوریافت خطوط، علامہ مشرقی کا دفاع خاکسار علماء کی نگاہ میں، علامہ مشرقی اور شاعری، دیباچہ خریطہ از علامہ مشرقی، علامہ مشرقی کی شاعری، علامہ مشرقی اور انہدام اقبال اور کچھ خطوط اور اضافی مواد (کالم) شامل ہیں۔

ظہور احمد اعوان نے کتاب کے ابتدائی حصے میں یہ بات قارئین تک پہنچائی ہے کہ علامہ مشرقی، تحریک پاکستان کے خلاف تھے۔ ظاہر ہے وہ اپنے زمانے کے ایک اہم سیاست دان اور ادیب تھے اس لیے ان کے اپنے خیالات اور نظریات تھے۔ وہ تحریک پاکستان میں کوئی رکاوٹ نہیں بننے اور نہ ہی کوئی ایسی تحریک شروع کی جس سے تحریک پاکستان کو نقصان پہنچے، البتہ اپنا نظریہ ضرور پیش کیا۔ بہت سے لوگوں نے علامہ مشرقی کے خیالات پر ان کا ساتھ بھی دیا۔ مصنف لکھتے ہیں:

"یہ بات طے شدہ ہے کہ حضرت علامہ مشرقی نے تحریک اور تخلیق پاکستان کی بھرپور مخالفت کی مگر یہ مخالفت عملی سے زیادہ نظریاتی فکری اور علمی تھی۔ وہ اپنے آپ کو صاحب علم و قلم سے زیادہ صاحب سیف و خدگ گردانتے تھے اور محض نظریاتی، فکری اور علمی بحثوں اور مذاکروں اور تحریروں میں الجھ کر رہ جانے والوں کو ناکارہ وضعیف سمجھتے تھے۔"<sup>(۴)</sup>

علامہ مشرقی کی طرف سے تحریک پاکستان کی مخالفت کے بعد مؤلف نے علامہ اقبال اور علامہ مشرقی کے درمیان معاصرانہ چشمک کے بارے میں تفصیل سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس حوالے سے محقق نے علامہ اقبال کے غیر مطبوعہ خطوط کو جو پہلے "تحقیق نامہ" اور بعد میں نوائے وقت میں نشر کمرکر کے طور پر شائع ہوئے، بنیاد بناتے ہوئے ہندوستان کے اُن دو عظیم مفکروں کے درمیان تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔ علامہ اقبال کے اُن خطوط سے اقتباسات قلم بند کرتے ہوئے اقبال کے علامہ مشرقی اور اُن کی تصنیف "تذکرہ" پر اعتراضات کی نوعیت کا تجزیہ کیا ہے اور

"۱۳" نکات پر مشتمل فرد جرم کی فہرست علامہ مشرقی کے خلاف تیار کی ہے۔ اگرچہ محقق اقبال کے پرستار واقع ہوئے ہیں مگر انہوں نے غیر جانب داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے علامہ مشرقی کو متعدد الزامات سے بری بھی قرار دیا ہے۔ اسی باب میں مؤلف نے اقبال اور مشرقی کے درمیان مماثلتیں بھی تلاش کی ہیں۔ مؤلف لکھتے ہیں:

"مشرقی کافی حد تک اقبال کی شہرت و عظمت کے زیر اثر تھے۔ دونوں ایک شہر میں رہتے تھے، دونوں مغربی تعلیم سے آرستہ تھے۔ دونوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے قوم کی اصلاح کرنے کی کوشش کی تھی، دونوں کا بنیادی نکتہ قرآن اور اسلام تھا۔" (۵)

ظہور اعوان نے کتاب کے اگلے حصے میں علامہ اقبال کے ان نو عد دریافت شدہ خطوط کو شامل کیا ہے جو اقبال نے مشرقی کے حوالے سے لکھے تھے۔ ان میں سے چار خطوط کے عکسی نقویں بھی ان صفات میں شامل کیے گئے ہیں۔ چھٹے عنوان میں علامہ مشرقی کے فارسی شعری مجموعے "خریطہ" کے دیباچہ کو نقل کیا ہے جس میں علامہ مشرقی نے شاعری پر سخت تلقید کی ہے۔ کتاب میں مؤلف نے علامہ مشرقی کی طرف سے شاعری پر تلقید کرنے اور شعر کو کاہل الوجود اور ناکارہ کہنے پر ٹھوس تاریخی اور ادبی حقائق کی مدد سے ان اعتراضات کا ٹھوس جواب دے کر رد کیا ہے۔ اس حوالے سے مؤلف نے تاریخ کی اہم شخصیات کا ذکر کیا ہے جو شعر و ادب سے وابستہ ہیں۔ ان شخصیات کا حوالہ دے کر انہوں نے شاعری کی عظمت کو اجاگر کرنے کی بھی سعی کی ہے اور علامہ مشرقی کی طرف سے "امت شعر زدہ" والی اصطلاح کو بھی نامناسب قرار دیا ہے۔ علامہ مشرقی نے ایک شعر میں اس اصطلاح کا استعمال یوں کیا ہے:

امت شعر زدہ سن کہ میں کیا لایا ہوں  
نہ نی ہو کے میں پیغام خدا لایا ہوں

مؤلف نے اس افواہ کی بھی تردید کی ہے کہ علامہ مشرقی کی طرف سے "خریطہ" کا دیباچہ پڑھنے کے بعد پانچ ہزار شاعروں نے شاعری ترک کی۔ اسی طرح علامہ مشرقی کی تحقیر اور شاعر انہ تعلی پر مبنی مقتضاد خیالات کا احاطہ کرنے کے بعد ان کے کلام سے متعدد نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ ساتھ ساتھ پست درجے کی نظرافت پر مبنی کچھ اشعار بھی قلم بند کیے گئے ہیں جن سے شاعر کی بد ذوقی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مؤلف کو اس بات پر بھی حیرت ہے کہ ایک طرف علامہ مشرقی شاعری پر سخت تلقید کرتے ہیں اور دوسری طرف خود شاعری کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ رقم طراز ہیں:

"علامہ فرماتے ہیں شعر کہنا کبھی ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ وہ چنکلی بجانے میں ہزاروں شعر کہہ سکتے تھے مگر وہ اسے گم را ہوں کا کھیل اور قوم کی تباہی کا سامان سمجھتے تھے۔ تاہم جب حکم خدا اور رسول ہو گیا تو پھر سرتابی کی گنجائش نہ رہی۔" (۶)

"اقبال و مشرقی۔ گفہیہ مشرقی" میں علامہ مشرقی کی اقبال دشمنی کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مؤلف اس بات پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ دونوں شخصیات زمانی اور مکانی قرب کے باوجود آپس میں بُعد رکھتی تھیں جو کہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے اقبال کی موت پر مشرقی نے

تعزیت نامہ بھی شائع کیا اور اس تعزیت نامہ میں اقبال کو خراج عقیدت بھی پیش کیا۔ کتاب کے اس حصے میں مؤلف نے اس بات کی گہرائی تک پہنچنے کی کوشش کی ہے کہ وہ کون سی وجوہات تھیں جن کی وجہ سے علامہ مشرقی نے یہ دم اقبال کے خلاف بولنا شروع کیا تھا۔ حالانکہ یہ وہی علامہ مشرقی تھے جنہوں نے علامہ اقبال سے اپنی کتاب "تذکرہ" پر تبصرہ لکھوانے کی کوشش کی تھی۔ محقق نے دونوں شخصیات کے درمیان اس جنگ کی دو وجہات بیان کی ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ علامہ اقبال نے علامہ مشرقی کی کتاب پر تبصرہ لکھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ظاہر ہے ایک شاعر و مصنف کے لیے یہ تذلیل کی بات ہے کہ کوئی اس کی کتاب پر تبصرہ لکھنے سے انکار کر دے، لہذا یہ علامہ مشرقی سے برداشت نہ ہو سکا اور اقبال کے خلاف ہو گئے۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ علامہ اقبال نے علامہ مشرقی کی تصنیف "خریطہ" کے دیباچے کے بارے میں منفی رائے دی تھی۔ یہ دونوں وجہات یقین نہیں ہیں کیونکہ محقق خود بھی اس حوالے سے یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ البتہ قیاس لگانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ وجہ چاہے کوئی بھی ہو لیکن علامہ مشرقی، علامہ اقبال کے سخت مخالف تھے۔ محقق کے مطابق اقبال، علامہ مشرقی کے حواس پر سوار ہو گئے تھے۔ محقق لکھتے ہیں:

"اقبال پر علامہ موصوف کی اتنی مہربانیاں ہیں کہ پڑھ پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ علامہ نے اپنی شاعری ہی اقبال کو مار کر ادھ موکرنے کے لیے کی ہے۔ اگر اقبال کے بقول بر صیر کے فکاروں کے اعصاب پر عورت سوار تھی تو علامہ مشرقی کے اعصاب پر صرف اور صرف اقبال سوار تھے۔" (۲)

محقق نے علامہ موصوف کی مختلوم تصانیف "دہ الباب"، "ار مغان"، "حریم" اور نثری وضاحت کے ناموں سے اقبال کی ذات اور فن پر کیے گئے حملوں کے کچھ نمونے منتخب کر کے قارئین کے سامنے پیش کیے ہیں جن میں واقعتاً اقبال پر سخت تلقین کی گئی ہے۔ علامہ مشرقی نے اقبال کی کوئی کوشش کے لئے ہی نہیں پار کی ہے۔ مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر ظہور احمد اعوان نے اپھے انداز میں اقبال پر کیے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا بہت سی حدیں پار کی ہیں۔ انھوں نے کوشش کی ہے کہ اقبال دوستی میں تہذیب کے حدود پار نہ کرے۔ تاہم اس تحقیقی کتاب میں کچھ خامیاں بھی ہیں کہ موضوع تو کافی جاندار اور محنت طلب ہے لیکن محقق نے محنت اور توجہ سے اس کا حق ادا نہیں کیا ہے۔ مثال کے طور پر کتاب کی ابتداء میں جو عنوانات دیے گئے ہیں، درمیان کے عنوانات اُن سے بالکل مختلف ہیں۔ یا جیسا کہ کتاب کی ابتداء میں "علامہ مشرقی اور انہدام اقبال" عنوان ہے جبکہ کتاب کے اندر "اقبال مشرقی۔ گفتہ مشرقی" لکھا ہے۔ محقق غیر ضروری بحثوں میں بھی الجھ گیا ہے۔ "مقدمہ" ضرورت سے زیادہ طویل ہے جس میں شاعری نے کتاب کے بڑے حصے کا احاطہ کیا ہے۔ کوشش کے باوجود بھی محقق علامہ اقبال اور علامہ مشرقی کے درمیان اختلافات کی ٹھوس وجہ سامنے لانے میں ناکام رہا ہے۔ تاہم ان خامیوں کے باوجود بھی اس کوشش کی اہمیت سے انکار اس بندید پر نہیں کیا جا سکتا کہ اپنے طور پر محقق نے کم از کم تحقیق کے لیے نئے رستوں کا امکان تو پیدا کر دیا ہے۔

## حوالہ جات

- ۱- ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، "اقبال"، سینئونٹھ سکائی پبلی کیشن لاهور، ۲۰۱۵ء، ص- ۱۲۔
- ۲- ڈاکٹر ظہور احمد اعوان، "اقبال اور مشرقی"، ادارہ علم و فن پاکستان، مارچ ۲۰۰۰ء، ص- ۷۔
- ۳- غلام قدیر خواجہ ایڈوکیٹ، "اقبال اور مشرقی تبصرہ بر تذکرہ"، الفیصل ناشر ان و تاجر ان کتب لاہور، ۲۰۱۰ء، ص- ۳۔
- ۴- ایضاً، ص ۳۳۔
- ۵- ایضاً، ص ۵۱۔
- ۶- ایضاً، ص ۱۳۶۔
- ۷- ایضاً، ص ۲۵۹۔